Registered L. No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۹) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے۔ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

گیلانگ لاہول میں ۱۴ اگست کو چار انچ برف پڑی تمام فصل برف کے نیچے دب گئی اور پھلدار درختوں کا بہت نقصان ہوا۔ زمانہ نگار۔ انڈیا سنڈے سکول یونین کے جلسے سالانہ عالمگیر دعا کیواسطے ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ اکتوبر کے دن مقرر کیے گئے ہیں اور جوان آدمیوں کا یوم العہد ۲۱ اکتوبر کو اتوار کے دن ہوگا اسدن سنڈے سکول یونین کے لیے چندہ بھی ہوگا۔ محلہ خوجیان واقعہ گجرات میں ایک مسجد کے قریب ایک کنواں نکلا تھا کئی ایک غوطہ زن یکے بعد دیگرے اُس کے اندر گئے اور جان بحق ہوگئے۔ تجویز ہے کہ نئی انجنیرنگ جماعت کے متعلق لاہور میں آرٹ سکول کے عقب میں انجنیرنگ ورکشاپس تعمیر کیجاویں۔ ہندوستان کے ڈایرکٹر جنرل آف ایجوکیشن موسم سرما میں نومبر کے مہینے میں لاہور وارد ہونگے اور کئی ایک تعلیمی مسایل پر غور کرینگے۔ نئی نہر باری دواب کنال اکتوبر کے آخر میں کھلیگی اور منٹگمری کے رقبہ کو سیراب کریگی جہاں پر بہت سی سرکاری زمینیں پڑی ہوئی ہیں۔ ہفتہ مختتمہ ۱۵ ستمبر کو قحط زدگان کی فہرستوں میں تعداد کی بہت ہی کمی ہوگئی چنانچہ صوبجات متحدہ میں پہلے قحط زدگان کی تعداد ۴۳۰۰۰ تھی مگر اب ۲۱۸۰۰ ہے۔ بمبئی میں ۶۳۰۰۰ سے ۱۵۰۰۰ رہگئی ہے اجمیر اور مارواڑ میں ۱۹۲۰۰ سے ۱۲۷۵۰ رہگئی اور راجپوتانہ کی ریاست میں ۹۸۰۰۰ سے ۳۲۰۰۰ ہی کم ہوگئی ہے۔ ولایتی شکر کا استعمال رفتہ رفتہ تمام حلوائی چھوڑتے جاتے ہیں۔ خدا کرے جلد یہ گروہ کیا دنیا سے ناپید ہو جائے۔

مڈل سکول حیدرآباد سندھ کو گورنمنٹ بمبئی نے ۳۲ ہزار روپے بورڈنگ ہوس کے لیے دیے ہیں۔ مدراس ریلوے کمپنی نے درجہ اول میں برقی پنکھے لگوا دیے ہیں۔ بنگال آسام لائین پر ہاتھی کھنداو لانگ ٹنگ کے مابین شقاق الارض سے گاڑی رُک گئی۔ سہ ماہی مختتمہ ۳۱ مارچ کے اندر کم کوئلہ جلانے کے صلہ میں نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ڈرائیوروں کو ۳۱۹۰ روپے انعام دیا گیا۔ جس شخص نے ہوڑہ کے اسٹیشن ماسٹر پر تیزاب پھینکا تھا اُسے دو سال قید سخت اور ۵۰ روپے کی سزا ملی ہے۔ پوربلائن کے اسٹیشنوں اور دہن باد کے اسٹیشنوں پر کلرکوں نے ہڑتال کر دی۔ سدرن مرہٹہ ریلوے کے افسر کوشش کر رہے ہیں کہ مسافروں اور گارڈوں یا ڈرائیوروں کے مابین خبر رسانی کا سلسلہ قائم کیا جائے۔ آگرہ میں جمنا پر ریلوے پل تیار ہوگا۔ دونوں جانب فوجی چوکیاں بھی ہونگی تاکہ بوقت ضرورت پل کی حفاظت کر سکیں۔ قسطنطنیہ کا ایک تار مخبر ہے کہ جو لوگ سویز سے آگر وہاں ۲۴ گھنٹوں تک قرنطینہ میں رہا کرتے تھے وہ اب ۴۸ گھنٹے تک رہا کرینگے۔ دربے شائر میں ۲۰ اگست کو علی الصبح زلزلے کا ایک جھٹکا لگا جو پانچ چھ منٹ تک رہا۔ سنٹیاگو واقعہ ملک چلی سے ایک تار مخبر ہے کہ ۲۴ اگست کو ایک اور جھٹکا بھونچال کا محسوس ہوا۔ اور اس تاریخ سے ایک رات پہلے بھی ایک ہلکا سا جھٹکا لگا تھا۔ راجہ نابھہ جلد تر شملہ تشریف لیجانے والے ہیں۔ ریلوے کانفرنس جو آٹھ اکتوبر کو شملہ میں منعقد ہونے والی ہے ریلوے ٹریفکوں پر غور و خوض کریگی۔ سندھ کے ان چار اسپشل اسسٹنٹوں پر جنہوں نے عدن کو جانے سے انکار کیا تھا گورنمنٹ آف انڈیا نے حیدرآباد کے ماتحت سول کورٹ میں مقدمہ دائر کر دیا ہے اور ۵۰۰ روپیہ فی شخص ہرجانہ کا دعوےٰ کیا ہے۔

امسال براہ بمبئی آج تک تین لاکھ ٹن سے زیادہ گندم غیر ممالک کو چلی گئی ہے۔ اس ہفتہ میں جو ۱۵ ستمبر کو ختم ہوا کل ہندوستان میں ۳۸۱۹ اموات پلیگ سے وارد ہوئیں۔ گذشتہ سال پنجاب میں ۷۴۷۲ ایسے اشخاص قید ہوئے جنکی میعاد قید ۶ ماہ یوم یا اس سے کم تھی۔ پنجاب میں جہاں جہاں چوہوں کے مارنے کی تجویز پر عملدرآمد کیا گیا ہے وہاں وہاں پلیگ کا اندیشہ بہت ہی کم ہے۔ افسوس کی خبر ہے کہ راجہ ہرنس سنگھ مرحوم والئے شیخوپورہ کے سب سے بڑے بیٹے راجہ کبیر سنگھ ۱۳ تاریخ صبح سلامت فوت ہوگئے۔ آپ کے چار چھوٹے بھائی پیچھے رہ گئے ہیں جو نابالغ ہیں۔ جائداد کا انتظام کورٹ آف وارڈس کے سپرد ہے۔ سرکار ہند نے بھوٹان اور وادی چمبی کے درمیان نئی سڑک بنانیکا ارادہ اسوجہ سے فسخ کر دیا ہے کہ خرچ اس پر بہت ہی زیادہ لگیگا۔ سنا جاتا ہے کہ ۵۰ یا ۶۰ ہزار کے خرچ سے کراچی میں ایک آڈیٹوریم یعنی ایک تماشہ ہال بھی کا افتتاح ہوگا۔ کلکتہ کے امتحان بی اے کی تاریخ اب بدلکر ۲۶ نومبر کو رکھی گئی ہے۔ آسنسول میں یورپین اور یوریشین ملازمان ایسٹ انڈین ریلوے نے غصہ سے دیوانہ ہو کر ایک جلوس نکالا اور مسٹر سریندر ناتھ بنرجی کی ایک کاغذی صورت بنا کر سر بازار جلا دی۔ پنجاب کے ڈویژنوں میں امسال ملیریا فیور میں بیطرح مبتلا ہو رہے ہیں۔ جلال آباد میں شاہی محل آراستہ ہو رہا ہے۔ آنریبل نواب فتح علیخان صاحب قزلباش امپیریل کونسل کی ممبری سے عنقریب مستعفی ہونے والے ہیں۔ امیر کابل اپنے زمانہ قیام ہندوستان میں مسلمان تارک کے فواید کا مطالعہ خاص طور پر کرینگے۔

ایڈیٹوریل نوٹس

قابل توجہ ایڈیٹر مخزن مسیحی الہ آباد۔ ہمنے قبل ازیں ایک دو پرچے میں اور اب ۱۰ ستمبر کے پرچہ مخزن مسیحی الہ آباد میں ایک مضمون دیکھا جس کے نیچے چمن خان آزاد لودیانہ لکھا ہوا ہے۔ ہم اس امر کی بابت کچھ زیادہ نہیں کہنا چاہتے مگر صرف اپنے معزز ایڈیٹر صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا آپ نے اس موقع پر لفظ "آزاد" کے معنی بخوبی سمجھے ہیں؟ کیا اس کی اصلیت کی بابت اپنے تحقیق کر لی ہے کہ وہ کس معنے میں آزاد ہے؟ اور کیا اس معنے میں جس میں اس نے اپنے آپکو آزاد قرار دیا ہے واصل درست ہے؟ اگر آپنے ان امور کو بخوبی سمجھ لیا ہے تو براہ مہربانی اس کو ہمپر اور پبلک پر بھی واضح کر دیجئے تاکہ کسی کو اس امر میں کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہ رہجائے۔ اس امر کے بارے میں اکثر چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ اور اکثر پبلک کو اس لفظ سے مغالطہ لگتا ہے کیونکہ آجکل اس لفظ کا استعمال مسیحی کلیسیا میں کثرت اور غلط معنی میں ہو رہا ہے اور عوام اس قسم کی حقیقتوں سے ایک گونہ بالکل بیخبر ہوتے ہیں۔ جناب من براے مہربانی ۱۳ اگست کے پرچہ نورافشاں کے صفحہ ۳ پر جو سلف سپورٹ اور آزاد کی تشریح درج ہے اس کو بھی ملاحظہ فرمائیے اور بتائیے کہ ان میں سے کس معنی میں آپ کے نامہ نگار کے نام کے ساتھ لفظ آزاد لگایا گیا ہے۔ یا کسی اور معنی میں ہو تو اس سے بھی بذریعہ مخزن مسیحی پبلک کو مطلع فرمائیے۔ ہر امر کی تحقیق کرنا ایڈیٹر کا کام ہے ؟

پنڈت ورشنانند جی کا لیکچر لودیانہ میں۔ ۲۰ ستمبر بوقت شام آریہ سماج مندر میں آریہ پنڈت ورشنانند جی نے گروکل کے ادھار کے لئے ایک نہایت عمدہ، پرزور اور مدلل لیکچر دیا۔ سامعین کی حاضری خاصی تھی۔ سب لوگ بڑے غور سے سن رہے تھے۔ آپ نے بھارت ورش کے طریقہ تعلیم اور گورنمنٹ انگریزی کے موجودہ طریقہ تعلیم کا مقابلہ کرتے ہوئے دو نقص بتائے جو موجودہ طریقہ تعلیم میں پائے جاتے ہیں۔ پہلا نقص یہہ بتایا کہ قدیم زمانہ کے گروکلوں میں برہمن کھتری اور ویش شل بنئے وغیرہ کے بچے ایک ہی ساتھ پڑھتے اور ایک ہی پنگتی میں بیٹھکر کھایا کرتے تھے۔ مگر آجکل کے بورڈنگ سکولوں اور کالجوں میں اس کے بالکل برعکس ہو رہا ہے۔ ہمارے خیال میں یہہ نقص موجودہ انگریزی طریقہ تعلیم کا ہرگز نہیں ہے بلکہ صرف ہندوستانی اور پنجابی بھائیوں ہی کی ذات پرستی اور تعصب کا نتیجہ ہے۔ سرکار سبھوں کو ایک ہی نظر سے دیکھتی ہے اور سب کے لئے ایک ہی قسم کا بندوبست ہے۔ ذات پات یا مذہب ملت کا کسی قسم کا لحاظ تعلیم کی کوڈ میں نہیں ہے۔ دوسرا نقص یہہ کہ لوگ ملازمت کی خاطر تعلیم پاتے ہیں گروکل میں دیس کی اور اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کی انتی کے لئے تعلیم پاتے تھے۔ ہماری دانست میں یہہ نقص بھی گورنمنٹ یا کرم ایجوکیشنل ڈیپارٹمنٹ کا نہیں ہے۔ گورنمنٹ نے تو بہرحال اپنے انتظام سلطنت کے لئے ملازم رکھنے ہی ہیں۔ انگریزی حکومت ہی پر کیا منحصر ہے یہہ تو عالم کی کل سلطنتوں کا ایک جزو لاینفک ہے۔ ملازمت کی نیت سے تو انگریز بہت کم تعلیم پاتے ہیں انکا عندیہ تعلیم پانے میں سائنس اور صنعت و حرفت اور سوشل و ملکی اصلاحات اور ترقیات کا اکثر ہوتا ہے جیسا کہ یورپ اور امریکہ میں فی زمانہ دیکھا جا رہا ہے۔ بلکہ یورپین قومیں تو اس امر کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ سررشتہ تعلیم کے کوڈ میں اس قسم کی باتیں درج نہیں ہیں۔ بعد ازاں اپنے سلسلہ کلام میں حسب موقع آپنے راجہ داہر والئے سندھ کے زمانہ کے گروکل کی کمنیوں کے بچوں کی ملک پر جان نثاری کرنے اور شنکراچارج کی سوشل اور ریلیجس اصلاح میں مردانہ وار کام کرنیکی مثالیں نہایت عمدہ اور جوش دینے والے پیرایہ میں بیان کرتے ہوئے آریوں کو مذہبی اصلاح اور ویدوں کے پرچار کرنے اور مخالفین سے اپنی حفاظت کرنیکی خاطر ابھارا اور جوش دلایا۔ راجہ رامچندر، سیتا، لچھمن، بھرتھ وغیرہ کی مثال دیکر والدین اور بھائیوں کے فرائض ادا کرنے اور مستورات کو اپنے خاوند سے پوری محبت اور رفاقت رکھنے اور دکھ سکھ میں شریک ہونے کی نظائر دیں اور آریہ پرشوں کو ان امور میں پر اثر نصیحت کی۔ بھیشم کے بیٹے کی خود انکاری اور خود ضبطی اور نفس کشی کی جو اس نے اسوقت کی جبکہ اس کا باپ ایک کھتری کی بیٹی پر عاشق ہو گیا تھا اور اس سے شادی کرنی چاہتا تھا اور کھتری نے بیٹی ایک معقول اعتراض کرکے اس امر سے انکار کر دیا تھا نظیر دیکر آریوں کو ان کے نیک خصائل کی تحصیل و ترغیب کے لئے بڑے زور سے اکسایا۔ سوامی دیانند جی کی مثال دیکر کہ اس نے کس طرح سے دنیا بھر کے غیر مذاہب کے مقابل میں تن تنہا کھڑے ہو کر آریہ سماج اور عقیدہ کو جو ایک وقت مردہ ہو رہے تھے ایسا کہ اپنی آنکھ میں کانٹا چبھنے کے درد کو بھی محسوس نہ کرتے تھے (یہاں آنکھ میں کانٹا چبھنے کا مطلب پنڈت نیل کنٹھ گورے جیسے عالم اجل دیکھائے سنسکرت زبان و فلسفہ کے کاشی میں عیسائی ہو جانا تھا) از سر نو زندہ سرسبز باثمر اور حفاظت کی قوتیں رکھنے والا بنا دیا۔ اور ویدوں کا پرچار کیا۔ چنانچہ اس اہم کام کرنے کے لئے آریہ سماج کو شرم اور غیرت دلائی۔ لیکن جب ہم آریاؤں کے موجودہ عقائد اور عمل کی بوسیدگی اور انہیں سے بعض کی ویدوں وغیرہ میں عدم موجودگی دیکھتے ہیں۔ اور اس امر سے واقف ہوتے ہیں کہ دیانند جی نے وید منتروں اور منوسمرتی کے منتروں اور شلوکوں کے ترجموں میں بڑے بھاری لفظی اور معنی تصرفات کئے ہیں اور ویدوں کے منشاء کے خلاف تعلیم دیتے ہوئے یا ان کے معنی اپنی طرز پر اٹسٹنٹ کے سنٹ ظاہر کرتے ہوئے جیسا کہ آئے دن مختلف مصنفان غیر مذاہب نے اپنی اپنی تصانیف میں انہیں کی مستند اور معتبر کتابوں سے ثابت اور ہم کر رہا ہے گو

ہم اور کر رہے ہیں بڑے غور سے دیکھتے ہیں تو دیانند جی کے مشن اور کام پر بڑا بھاری شک وشبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس مثال کے مصداق ان پر لانے سے نہیں رک سکتے کہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور میں اور کھانے کے اور۔ پنڈت جی مہاراج میں ماسوائے مذکورہ بالا خوبیوں کے ایک اور خوبی یہہ تھی کہ آپنے کسی مذہب پر بیجا یا بدا حملہ نہیں کیا۔ اپنے فرض کو ازاول تا آخر خوب نبھایا۔ لیکچرار صاحب کی شرائط اور فرائض ادا کئے ؟

ایک جدید تحقیقات - عموماً یہ تصور کیا جاتا ہے کہ اندرونی جھیلیں اور بحیرہ چاند کی تاثیر مد و جزر سے بالکل محفوظ ہیں۔ مگر حال میں ٹورنٹو یونیورسٹی کے پروفیسر لنڈن نے بذریعہ تحقیقات ثابت کر دیا ہے کہ یہ خیال درست نہیں۔ انہوں نے اس معاملہ میں بڑی غور و فکر سے کام لیا اور اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ اس قسم کی جھیلیں اور بحیرہ بھی دن بھر میں دو دفعہ چڑھتے اترتے ہیں انکی ہر ایک جنبش چار گھنٹے سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اس جدید تحقیقات سے اس شک کے لئے اب کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ان پانچ جھیلوں میں سے جو کناڈا کو یونائیٹڈ سٹیٹس سے علیحدہ کرتی ہیں کم از کم ایک پر چاند کے مد و جزر کی اصلی طاقت کا اثر ضرور واقعہ ہوتا ہے۔

جاپان میں چینی طلباء - جاپان میں ہندوستانی طلباء کی موجودگی اور تعلیمی و سوشل حالت کا ذکر قبل ازیں ہم کر چکے ہیں۔ نو سال کا عرصہ گذرا ہے کہ چیکیانگ کے دو طلباء ننگھائی سے سرکاری طور پر جاپان کو بھیجے گئے تھے۔ گذشتہ نومبر میں چینی طلبا کی تعداد ۸۶۲۰ تک پہنچ گئی۔ یہ طلباء چین کے ہر اطراف و اکناف سے آئے ہوئے ہیں۔ مگر صرف ایک صوبہ میں سے کوئی طالب علم نہیں آیا۔ یہ تحریک چین کی قومی ترقی کے لئے لابدی ہے۔ ان طلباء میں سے قریب نصف کے چین کے مختلف صوبوں کی سرکار سے پرورش پاتے ہیں اور دوسرا نصف پرائیویٹ طور پر پرورش پا رہا ہے۔ ان طلباء کے درمیان اگناسٹیسزم اور سکپٹی سیزم کی تعلیم جڑ پکڑتی جا رہی ہے۔ مگر پھر بھی وہ مسیحی اثرات سے برابر متاثر ہو رہے ہیں۔ چین۔ کوریا اور ہانگ کانگ کی وائی ایم سی اے اور میتھوڈسٹ مشن کے مشنری اور پادری صاحبان ہر نہج سے انپر ہی اثر ڈالنے کی جد و جہد کر رہے ہیں۔ ایجوکیشنل اور انگریزی زبان کی جماعتوں سے جو ہر شام کو فراہم ہوتی ہیں۔ یہ کام بخوبی چل رہا ہے۔ یہانتک کہ جون کے آخیر میں ۳۰۰ طلباء ان جماعتوں میں درج رجسٹر تھے۔ چینی وزیر اور کونسل جنرل بھی اس کام پر صاد کرتے ہیں۔ اور جاپان میں جو چینی طلباء تعلیم پاتے ہیں اُن کے لئے نیک اخلاقی وسایل اور ذریعہ مہیا کرنے کیلئے بڑی کوشش کرتے ہیں۔

جاپان میں ہندوستانی طلباء - جاپان کی نئی تہذیب اور سابق فتحمندی نے مشرقی ملکوں کے لئے جاپان کو ایک تعلیمی مرکز بنا دیا ہے۔ اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہندوستان اور چین سے طلباء صنعت و حرفت کی تحصیل کے لئے متواتر جا رہے ہیں۔ چنانچہ وہاں پر آج قریباً ۳۵ طلباء ہو گئے جو شہر نیشی سوگاکو میں مختلف قسم کی صنعت و حرفت کی قیاسی اور عقلی تعلیم پا رہے ہیں۔ یہ طلباء بمبئی۔ مدراس۔ بنگال۔ اور پنجاب اور صوبجات متوسط میں سے گئے ہوئے ہیں۔ ان طلباء کا مذہب اور بولی اور ذات اگرچہ بالکل مختلف ہے اور اگرچہ وہ علوم کی مختلف شاخوں میں تعلیم پا رہے ہیں مثلاً بفناء رنگسازی۔ چرم سازی۔ چینی کے برتن بنانے۔ صابون سازی وغیرہ وغیرہ میں تسپر بھی وہ بڑے اتفاق اور محبت سے ملکر رہتے ہیں۔ انمیں سے بعض ٹوکیو کی مختلف یونیورسٹیوں اور بعض اعلی ٹیکنیکل مدارس میں زیر تعلیم ہیں۔ بعض طلباء مختلف کارخانوں میں کام کرتے ہیں۔ انمیں چند ایک ہندوستانی گریجوایٹ ہیں اور بعض عام تعلیم یافتہ ہیں مگر سب کے سب انگریزی لکھ پڑھ اور بول سکتے ہیں۔ جاپان میں جو ہندوستانی طلباء ہیں انمیں سے اسی فیصدی ٹوکیو میں رہتے ہیں۔ مگر ہیگو میں زیادہ رہتے ہیں اور کئی ایک شہر آساکوسا میں سکونت گزین ہیں اور باقی کے بیس فیصدی ہندوستانی طلباء آساکا۔ کیوٹو۔ اور ٹوچوتو کے کالجوں۔ مدرسوں اور کارخانوں میں مشغول ہیں۔ مگر خوبی کی بات یہ ہے کہ وہ سب کے سب حب الوطنی کے جوش سے پُر ہیں انکا مقولہ اور زبان زد لفظ سودیشی ہے۔ نیز بلا امتیاز مذہب و ذات پات کے وہ سب کے سب بھائیوں کیطرح اکٹھے رہتے۔ کھاتے پیتے۔ اور ہندوستانی انگریزی میں بات چیت کرتے رہتے ہیں۔ ہم بڑے خوش ہیں کہ مشرقی ممالک کے لئے تعلیم اور صنعت و حرفت کا ایک مشرقی مرکز موجود ہے۔ اور ہمارے ہندوستانی طلباء کا رجوع اس طرف ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ جوان جاپان سے نہ صرف وہاں کی صنعت و حرفت کا قیاسی اور عملی علم ہی لیکر ہندوستان میں آئینگے بلکہ حقیقی حب الوطنی اور اتحاد کی روح بھی جسکی ہندوستان کو اشد ضرورت ہے۔

کوچین اور ٹراونکور میں مسیحی مذہب - یہ دونوں ہندو ریاستیں جنوبی ہندوستان میں واقعہ ہیں اور ایک مدت سے یہاں پر مسیحی دین کی اشاعت ہو رہی ہے۔ نتیجہ اس کا یہ ہے کہ آج ریاست کوچین میں قریباً ۲۰۰۰۰۰ مسیحیوں کی آبادی ہے اور ریاست ٹراونکور میں ...... کی۔ یعنی دونوں ریاستوں کی کل آبادی کا عنقریب چوتھا حصہ اور کل ہندوستان کی ہندوستانی مسیحی آبادی کا ۱/۳ سے زیادہ۔ انمیں سے ۵ لاکھ رومن کیتھولک ہیں اور ۱ لاکھ ۵۰ ہزار سریانی کلیسیا کے ممبر جو انطاکیہ کے یعقوبی بطریارک کے ماتحت ہیں۔ باقی ماندہ یا تو اصلاح یافتہ سریانی کلیسیا کے ہیں یا پروٹسٹنٹ یہ تعداد نہایت ہی مسرت تسلی اور امید بخش ہے صرف یہی نہیں بلکہ ازحد خوشی اور شکرگذاری والا یہ امر ہے کہ وہاں کی غیر مسیحی آبادی پر مسیحی مذہب کے اثرات بھی کافی اور خاطرخواہ ہیں۔ یہاں تک کہ ہندوؤں کی طرف سے یہ دونوں

اور سبھوں کو بڑی بھاری مذہبی آزادگی اور امن امان حاصل ہے اور اُن کو اجازت ہے کہ ہر دو ریاستوں میں جہاں چاہیں اپنے گرجے اور عبادتخانہ تیار کریں اور آزادگی کے ساتھ عبادت اور منادی کیا کریں۔

وید کیا ہے؟ عام معنوں میں اور بلحاظ عام اعتقاد اس سوال کا یہہ جواب ہو سکتا ہے کہ وید اُس گیان کا نام ہے جو سنسکرت زبان میں بقول آریہ سماج اگنی وایو ادتیہ اور انگرہ چار رشیوں پر برہما کی طرف سے ابتدائے آفرینش میں نازل ہوا اور بعد کے زمانہ میں چار کتابوں کے اندر سیاہی سے کاغذ یا کسی اور شئے پر قلمبند ہوا۔ مگر ہمارے سنز نا ایڈیٹر اندر مہاشہ دھرم پال جی اسکی تعریف یوں کرتے ہیں کہ "وید وہ چیز نہیں جسکو تلوار سے کاٹا جا سکے۔ یا آگ سے جلایا جا سکے۔ یا دنیا سے مٹایا جا سکے۔ کاغذوں کے جلائے جانے کا نام وید کا جلنا نہیں ہے۔ ویدوں کی عبارت درختوں کے پتوں کی رگوں پر۔ پھولوں پر۔ پھلوں پر۔ چھال پر۔ چوٹی پر بوٹے بوٹے پر انسان وحیوان کے قالب پر۔ پتھروں اور ٹھیکروں کی دھاریوں۔ پہاڑ اور پہاڑوں کی برفانی چوٹیوں پر۔ سمندر اور سمندر کی لہروں پر۔ دریا اور دریا کی ریت پر۔ آگ۔ پانی ہوا۔ غرضیکہ اس کل برہمانڈ کے ذرہ ذرہ پر کندہ ہے۔ کیونکہ اس برہمانڈ کے متعلق جو گیان ہے۔ اس کے مجموعے کا نام وید ہے"۔ (رسالہ آنند جلد اول بابت ماہ اگست ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۷۴) فقرہ تحت الخط ایک مجموعی تعریف وید کی ہے اور کل گذشتہ بیان کا ست ہے۔ اب اگر ہم اسکو دوسرے الفاظ میں ادا کریں تو اسکی تعریف یوں ہو سکتی ہے۔ کہ علم نباتات وحیوانات وجمادات ومعدنیات وغیرہ کا مجموعی نام وید ہے یا بصورت دیگر وید وہ فطری مذہب ہے جس کی بنا اس برہمانڈ اور اسکی کل دیدنی اشیاء پر ہے۔ یہاں فوق الفطرت الہام سے قطعاً انکار ہے جو آریہ اصول کے خلاف ہے۔ اب اگر یونہی ہے تو ہم اپنے آریہ بھائیوں خصوصاً مہاشہ دھرم پال جی سے استفسار کرتے ہیں کہ بتائیں ہنوز کہ کس دریا کی ریت پر کندہ ہے آواگون کا مسئلہ کس درخت کی چھال یا پتوں یا پھولوں اور پھلوں پر مرقوم ہے؟ نیوگ کی تعلیم آپنے کس حیوان سے سیکھی ہے؟ ہم یہاں رگ۔ یجر۔ سام اتھرون ویدوں کے کسی شلوک یا منتر کا حوالہ نہیں چاہتے اگر دھرم پال جی کی یہی تعریف ویدوں کی تسلیم کر لیجائے تو بس دنیا کے جسقدر سائنٹفک لوگ مثلاً علماء علم الارض وعلم الحیوانات ونباتات وغیرہ وغیرہ ہیں وہ سب بلا امتیاز ملک وملت وقوم وید کے جاننے اور ماننے والے ہیں۔ اور آریہ بھائیوں کو انہیں وید پرچار کرنا نہیں چاہئے۔ فی زمانہ اہل یورپ و امریکہ آریاؤں سے زیادہ بہتر جانتے اور مانتے ہیں۔

دنیا کے گرد سیاحت۔ امریکہ اور یورپ کے سیاحوں کی سیاحت کا ذکر تو ناظرین نے تواریخ سے پڑھا اور سنا بھی ہوگا کہ کس طرح انہوں نے دنیا کے گرد سیاحت کی۔ مگر اب سنا جاتا ہے کہ کراچی کے کسی مسٹر ٹامس لاریمر نے بلا سیم وزر اور دیگر سامان سفر کے تن تنہا دنیا کے گرد سفر کرنیکا ارادہ کیا ہے۔ بلکہ ۱۲ ستمبر کو کراچی سے روانہ بھی ہوگئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہہ کل سفر چار سال میں ختم ہوگا۔ سوائے ایک واٹر پروف چادر ایلومینیم دھات کے دو برتن اور چند ایک اور ضروری اشیاء کے کچھ نہ لینگے۔ اس کے انعام میں کراچی کے دونگ میگرس نے ۱۲ ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ مگر شرط یہہ ہے کہ کسی قسم کی خوراک اپنے ساتھ نہ لیں نہ نقدی نہ تھیلا لیں۔ اور نہ کسی سے کچھ ادھار لیں اور نہ چوری کریں بلکہ دیانتداری کے وسائل سے اپنی روزی حاصل کریں اور چار سال کے بعد کل دنیا کی سیاحت کرکے کراچی واپس آویں۔ مسٹر لاریمر کا یہہ پہلا دورہ مشرق کراچی سے شروع ہوگا اور تمام ہندوستان کو طے کرکے برہما پہنچینگے۔ پھر چین اور جاپان ہوکر جزائر فلپائن تشریف لیجائینگے۔ پھر وہاں سے آسٹریلیا کو اور آسٹریلیا سے سمندر سمندر ہوکر نیوزیلینڈ پہنچینگے اور وہاں سے تمام امریکہ کی سیر ہوگی اور پھر بحر شمالی میں سے ہوکر برٹش جزائر کو طے کرتے ہوئے فرانس۔ جرمنی۔ بلقان ترکی۔ فلسطین۔ اور مصر میں وارد ہونگے اور ابیسینیا ہوتے ہوئے سومالی لینڈ میں جائینگے اور آخرکار بحری راہ سے کراچی واپس آجائینگے۔

انگریزی تلفظ کا مصلح بورڈ۔ ناظرین پڑھ چکے ہونگے کہ امریکہ کے پریزیڈنٹ روزولٹ صاحب نے انگریزی زبان کے تلفظ میں سادگی پیدا کرنیکی تبدیلی جاری کردی ہے۔ بیسویں صدی کے بڑے بڑے اور قابل یادگار واقعات میں سے یہہ بھی ایک واقعہ ہے جس نے انگلستان کو ایک حد تک اس خیال کا مخالف بھی کر دیا ہے۔ اس تبدیلی کے پیدا کرنے کے واسطے امریکہ میں ایک خاص بورڈ مقرر کیا گیا ہے۔ یہہ بورڈ ماہ مارچ میں اس وجہ سے قایم ہوا تھا کہ مسٹر اینڈرو کارنگی صاحب نے اس قسم کے جمع کا خرچ اٹھانے کا ذمہ اپنے اوپر لے لیا تھا۔ چنانچہ ماہ جون میں اس بورڈ کی طرف سے سادہ تلفظ کے ۳۰۰ الفاظ کی ایک فہرست تیار ہوئی جسکو پریزیڈنٹ صاحب نے بھی قبول فرمالیا۔ اور یہہ قرار پایا کہ وقتاً فوقتاً اس قسم کے اصلاح یافتہ الفاظ کی فہرست برابر تیار ہوتی رہے تاوقتیکہ تلفظ بالکل سادہ اور آسان ہو جائے۔ اور پریزیڈنٹ صاحب ہر ایک ایسی فہرست الفاظ پر جس کو یہہ بورڈ تجویز کریگی اپنا دستخط کیا کرینگے۔ اس بورڈ کے ممبر تین برطانوی اور تین امریکن ڈکشنریوں کے ایڈیٹر ہیں۔ برٹش علماء میں سے جنہوں نے اس بورڈ کا ممبر ہونا قبول کرلیا ہے وہ آکسفورڈ انگلش ڈکشنری کے ایڈیٹر ڈاکٹر مری اور ڈاکٹر بریڈلی۔ انگلش ڈایالیکٹ ڈکشنری کا ایڈیٹر پروفیسر جوزف رائٹ۔ اور انگریزی زبان



کی امپیریل ڈکشنری کا اڈیٹر پروفیسر سکیل ہے اُن اصلاح یافتہ الفاظ میں سے چند ایک الفاظ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں depressed کی بجائے deprest - dipped کی بجائے dipt - domicile کی بجائے domicil - phantasm کی بجائے fantasm - gauge کی بجائے gage - gazelle کی بجائے gazel - heaped کی بجائے heapt - kissed کی بجائے kist - pedagogue کی بجائے pedagog - sulphate کی بجائے sulfate - through کی جگہ thru - throughout کی عوض میں thruout - vexed کی بجائے vext۔

امسال الہ آباد کرسچن کالج میں سے پہلی دفعہ بی اے کے امتحان میں ۱۱ طلباء شامل ہوئے۔ اور انہیں سے ۷ کامیاب ہو گئے۔ یہ بہت عمدہ نتیجہ ہے۔ ہم الہ آباد کرسچن کالج کے پروفیسران کو مبارکباد دیتے ہیں۔ یہ کامیابی ایف اے کے امتحان سے جو قدرے مایوسی ہوئی تھی اس کی تلافی ہے۔

ہندوستانی مسیحیوں کو جو از راہ بمبئی انگلینڈ کو جایا کرتے تھے۔ اِس شہر میں بڑی تکلیف ہوا کرتی تھی کیونکہ اُن کے لئے وہاں اترنے اور چندروز قیام کرنے کیواسطے کوئی جگہ نہ تھی۔ مگر اب سنا جاتا ہے کہ ایک عمدہ ہوسٹل اُن کے لئے اُس شہر میں بن گیا ہے۔ یہ ہوسٹل ہر فرقے کے ہندوستانی مسیحی جوانوں کے لئے ہے۔ اور جو بمبئی میں خواہ کسی مقصد سے جائیں بہ اطمینان وہاں اُتر سکتے ہیں گھر کا کرایہ بارہ روپیہ ماہواری ہے درجہ اول کے لئے اور آٹھ روپیہ ماہواری درجہ دوم کے لئے ہے۔ اسمیں خوراک دھوبی۔ اور حجام وغیرہ بھی شامل ہیں۔ کمرے ہوادار اور عمدہ طور پر آراستہ ہیں۔ صحت اور اخلاق کا بڑا لحاظ رکھا جاتا ہے مزید احوال دریافت کرنے کے لئے مسٹر نیل کنٹراکٹو پوار۔ نیو ناگپاڑا بمبئی سے درخواست کرنی چاہئے۔

کولمبو اگزیلیئری کی برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی نے گذشتہ سال ۱۹۰۷ بائبلیں فروخت کیں ۶۲۰ عہد جدید اور ۱۲۴۹۵۳ اُن کے مختلف حصے یعنی کل ۲۰۵۷۰ کاپیاں فروخت ہوئیں۔ ۹۲۷۳ کا اضافہ ہوا۔ یہ فروختگی مختلف زبانوں کی بائبلوں اور اناجیل کی ہے۔ سب سے زیادہ فروختگی سنگھالیز زبان میں ہوئی۔ اور روسی زبان میں بھی بہت عمدہ فروختگی ہوئی۔ اس سوسائٹی کے متعلق ۱۹ بائبل ووسن ہیں جنہوں نے ۷۷۶ کاپیاں فروخت کیں اور اُن کے پاس ۱۱۱ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ تین کتب فروش کام کر رہے ہیں جنہوں نے ۳۳۲۵ کاپیاں فروخت کیں اور ۱۹۱۴ روپیہ ۵ ر وصول ہوئے۔ انہوں نے ۴۰۰۰ میل کا سفر کیا اور ۲۱۶۰ دیہات میں کام کیا۔ کل چندہ ۹۵۰۷ روپیہ ۴ ر وصول ہوا۔ (کرسچن پیٹریٹ)

کہتے ہیں کہ نہ صرف ویسرائے صاحب بہادر بلکہ اُن کے اہل کونسل بھی بڑے ہی کم گو ہیں۔ حال کی لیجسلیٹو کونسل جلسہ کی کاروائی صرف چار منٹ میں ختم ہوئی۔ اِس اثنا میں دو بل پاس ہوئے مگر تقریر ایک بھی نہ ہوئی۔ یہ عمل لارڈ منٹو صاحب کے عہد حکومت کا ایک خاص اور عجیب وصف ہے۔

دہلی میں خاندان مغلیہ کے بادشاہوں کی اولاد آجکل بہت ہی تنگدست اور مفلس ہو رہی ہے۔ انہیں سے اکثروں نے پرنس آف ویلز کی خدمت میں جبکہ ہز رائل ہائینس شہر دہلی میں وارد ہوئے تھے ایک عرضداشت گذرانی تھی کہ ہمارے گذارے کا کچھ انتظام کیا جائے۔ اس معاملہ پر بڑی غور و فکر اور چھان بین کے بعد ڈپٹی کمشنر صاحب نے انہیں سے بعض کے گذارے کا حکم دیدیا ہے۔ یہ ہے انگریزی سلطنت کی بلند حوصلگی اور رعایا پروری۔

فیروزپور شہر کے سٹیشن ماسٹر لالہ ٹانک چند نے اپنے ماتحتوں کو کچھ سخت سست کہا تھا جس پر انہوں نے بگڑ کر ڈی۔ ٹی۔ ایس کی خدمت میں ایک تار بھیجا کہ سٹیشن ماسٹر نے ہماری بےعزتی کی ہے۔ ہم کام نہیں کر سکتے۔ ٹریفک انسپکٹر نے فوراً آکر تحقیقات کی اور چلا گیا۔ نتیجہ اگرچہ ابھی تک کچھ نہیں نکلا۔ الّا عملہ کا ارادہ ہے کہ اگر سٹیشن ماسٹر کو فوراً تبدیل نہ کیا گیا تو ہم سٹرائیک کر دینگے۔ یوں تو اس قسم کی سٹرائیکوں کا کچھ فائدہ معلوم نہیں ہوتا۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ ہندوستانی ملازمت پیشہ اب اپنی عزت اور ضروریات کو کچھ کچھ محسوس کرنے لگے ہیں۔ (رشیم چمنک)

مہاراجہ گائیکوار اب لورپول پہنچ گئے ہیں۔ اہل امریکہ کی آپ بڑی تعریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انکا مستقبل حال کی بہ نسبت زیادہ روشن دکھائی دیتا ہے۔

جہانتک تجربہ اور واقعات اور دینی مسائل پر غور کیا جاتا ہے ہندؤوں اور مسلمانوں کے درمیان بعد المشرقین ہی نظر آتا ہے۔ ہمارے دیس کے بعض ہندو آریہ اخبارات گو اُن کے درمیان اتحاد کی روح پھونکنے میں کوشاں ہیں مگر یاد رکھیں یہ ہونا ناممکن ہے۔ بڑے بڑے مسلمان لیڈروں اور اخبارات کے ایڈیٹروں کے خیالات سے ہندوؤں سے علیحدہ رہنے ہی کے تصور کی جھلک برابر آتی رہتی ہے ہندؤوں سے نفرت مسلمان بادشاہوں اور رعایا سے رغبت زیادہ ہے۔ مذہباً ہندو لوگ کافر اور بے ایمان

ہیں تو کس طرح سے مسلمان لوگ ہندوؤں پر از روئے قرآن مراحمت اور ان کے ساتھ اتحاد پیدا کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایں نفاق ذاتی کی جھلک ۱۵ ستمبر کے شبھ چنتک میں سے "ایک ہمعصر کے نامہ نگار صاحب" کی رائے پیش کرتے ہیں۔ "مسلمانوں کو سودیشی سے انکار نہیں کرنا چاہیئے بلکہ وہ سودیشی کی تو تائید کریں مگر لین دین صرف اپنی قوم سے رکھیں ہندوؤں سے تعلق نہ رکھیں"۔

راولپنڈی کے ریلوے سٹیشن کے مالگودام کے کلرکوں اور سوداگروں میں تنازعہ ہو گیا تھا۔ کیونکہ بابو لوگ کچھ لئے بغیر مال روانہ کرتے تھے اور نہ چھوڑتے تھے۔ اس پر سوداگروں نے ڈپٹی ٹی ایس کی خدمت میں عرض کی ڈپٹی ڈسٹرکٹ ٹریفک سوپرنٹنڈنٹ نے لاہور سے وہاں جا کر تحقیقات کی شکایت کو درست پایا۔ اور ریلوے گودام کے بابوؤں کو راولپنڈی سے تبدیل کر دیا۔

---

۱۵ ستمبر کو اتوار کے دن نیشنل انڈین کینل کلب کے قوانین کے مطابق کوئیٹہ میں کتوں کی نمائش ہوئی۔ کل کتوں کی تعداد درج رجسٹر ۱۲۰ تھی جو کراچی۔ سیالکوٹ کسولی۔ اور راولپنڈی سے آئے ہوئے تھے۔ پادری چارلس سٹیور صاحب کی کوششوں سے اس نمائش میں بڑی کامیابی ہوئی۔ آپکا انتظام قابل تعریف تھا۔

بوہیمیا میں دستور ہے کہ شادی کی ضیافت پر ایک میز کے اوپر چاندی کے سکوں کی دو قطاریں بچھائی جاتی ہیں دلہن کا سسر دلہن کو اٹھا کر میز پر کی ان دونوں قطاروں کے سروں پر کھڑا کر دیتا ہے۔ اور دلہن ان پر سے چل کر میز کی دوسری طرف جاتی ہے اور دولہا جو میز کے دوسری طرف کھڑا ہوتا ہے اسکو اپنی گود میں اٹھا لیتا ہے۔ اس رسم سے یہہ مراد ہے کہ وہ اُس دولت پر قابض ہو گی جو اُس کا خاوند اپنی آیندہ زندگی میں حاصل کریگا۔

سوامی ابھیدانند نے جب کہ وہ امریکہ سے واپس آئے تو انہی ایک استقبالی جلسہ سے مخاطب ہو کر یہہ فرمایا کہ جب میں نے سودیشی تحریک کی بابت پہلی دفعہ سنا تو میں نے خیال کیا کہ یہہ بڑی اچھی بات ہے مگر جب میں کلکتہ آیا تو میں نے بہت سے سودیشی لیڈروں کو ایک دوسرے کے خلاف پایا۔

سال مختتمہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء کے اندر پنجاب میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے سات سو سے زیادہ نئے پرائمری سکول کھولے گئے جنمیں قریب ۲۵ ہزار کی حاضری کا اضافہ ہو گیا۔ زنانہ طلبار کی تعداد میں ۵ فیصدی زیادتی ہوئی۔ اور محمدی زنانہ طلبار میں ۱۷ فیصدی کا اضافہ ہوا۔ تعلیم النسواں کا شوق پنجاب میں آجکل زیادہ ہے۔ ملک کے دن اچھے ہیں۔

ہندوستانی چاء کی تجارت کو آغاز ہوئے چالیس سال گذرے ہیں۔ یعنی ۱۸۶۶ء میں تجارت شروع ہوئی تھی جس سال میں انگلستان میں ۴۵۴۰۰۰ پونڈ چاء بکی تھی۔ ۱۹۰۵ء میں ۱۵۰۵۲۰۴۴۶ پونڈ تک پہنچ گئی۔ سیلون کی تجارت چاء کو ۲۳ سال گذرے ہیں یعنی ۱۸۸۳ء میں۔ جبکہ انگلستان میں ۱۰۰۰۰۰۰ پونڈ چاء گئی تھی مگر ۱۹۰۵ء میں ۹۳۸۵۹۰۱ پونڈ تھی۔ گذشتہ چار برس میں ہندوستان اور سیلون کی مجموعی چاء کا خرچ سلطنت متحدہ میں حسب ذیل اضافہ ہوا ۱۹۰۲ء میں ۲۵۴۴۳۰۱۹۲ پونڈ ۱۹۰۳ء میں ۲۵۵۳۲۵۹۵۲ پونڈ ۱۹۰۴ء میں ۲۵۷۷۷۰۲۶۸ پونڈ۔

پنجاب ویٹرنری کالج لاہور کی حالت گذشتہ سال خاطر خواہ رہی۔ تعداد طلبار کی بڑھ گئی ہے۔ اور تینوں جماعتوں کا نتیجہ سالانہ امتحان میں بہت ہی عمدہ تھا۔ اول سال کی جماعت میں ۹۳ فیصدی کامیاب ہوئے۔ تمام طلبار کو جنہوں نے امسال اپنا کورس پورا کر لیا ملازمت مل گئی ہے۔ اور لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر باطمینان فرماتے ہیں کہ اس کالج کے گریجوایٹوں کی بہت ہی مانگ ہے اور سر چارلس ریواز صاحب بہادر اس کالج کے عمل تحقیقات کو بڑی خوبی اور دلچسپی سے دیکھتے ہیں۔

خبر ہے کہ پادری ڈبلیو اے رائس اور انکی میم صاحبہ جو انگلستان سے فارس کو روانہ ہوئے اور شیراز اور اصفہان کے درمیان سے گذر رہے تھے ڈاکوؤں نے انہیں آگھیرا۔ قزاق انکو اور ان کے ہمراہیوں کو پہاڑوں کی دامن سے دو میل کے فاصلہ پر لے گئے اور وہاں جا کر انہوں نے پادری صاحب اور ان کے نوکروں اور خچروں کو خوب لوٹا۔ مگر فارسی تہذیب کی وجہ سے انہوں نے میم صاحبہ کی طرف بہت ہی کم التفات کیا۔ اور ان پر کسی قسم کی سختی نہ کی۔ اور ان سبھوں کو روانہ کر دیا۔

ایس پی جی مشن دہلی کے پادری جی اے پارسن صاحب نے کسی وقت مری میں وعظ کرتے ہوئے اس بیقراری سے جو ہندوستان میں ہو رہی ہے ایک عجیب نتیجہ نکالا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہہ بیقراری نہ صرف پولیٹیکل ہی بلکہ مذہبی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محمدی اور ہندو اپنے اپنے مذاہب سے مطمئن نہیں ہیں۔ اور سچائی کی تلاش کسی اور مقام سے کرتے ہیں۔ مثلاً دہلی میں مشنری کام کی مخالفت بہت ہی زیادہ ہے۔ مسلمان ملا لوگ نہ صرف اُس جگہ کے نزدیک جہاں عیسائی وعظ کرتے ہیں انکی مخالفت میں مجمع ہی فراہم کرتے رہتے ہیں بلکہ





حال ہی میں انہوں نے ہینڈبل شائع کئے ہیں اور مسلمانوں کو متنبہ کیا ہے کہ مسیحی واعظوں سے کنارہ کش رہو کیونکہ انکا کام ہے کہ تمکو محمدی مذہب سے منحرف کردیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مسیحی مذہب کو ایک طاقت یا قوت تصور کرتے ہیں۔ دوسرے طرف ایسے بہت سے متلاشی بھی ہیں جو حق سے دور نہیں ہیں (سول اینڈ ملٹری گزٹ)

---

۱۸ ستمبر کے پرکاش میں ایک یوروپین ڈرائیور کی سیاہ کاری پڑھکر ہمیں از حد افسوس ہوا۔ اس عبرت ناک اور غور طلب ظلم اور بدی کو اپنے ہمعصری کے الفاظ میں حسب ذیل درج کرتے ہیں۔ "ہم اپنے ہمعصر کو یہاں بحوالہ ہمارے ۱۴ ستمبر کے پرچہ کے اشارہ ہماری طرف ہی اڈیٹر النسیم کا تازہ ظلم سناتے ہیں جس کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ سادرن مرہٹہ ریلوے کا ایک یورپین ڈرائیور ہنوار ڈنامی دہیں کے فائرمین کی ایک آٹھ یا نو سالہ کمسن ہندوستانی عیسائی لڑکی کی عصمت دری کرنے کے مکروہ فعل کا مرتکب ہوا ہے۔ مظلوم لڑکی اس ظلم کا ذکر اپنے باپ سے نہ کرسکتی تھی۔ دو دن کے بعد درد سے بیتاب ہو کر چیخنے لگی۔ آخر باپ کی سختی سے دریافت کرنے پر مظلوم کو سارا قصہ باپکو سنانا پڑا۔ جب ڈرائیور کو پتہ لگا کہ راز افشا ہوگیا تو وہ علاقہ پرتگال میں بھاگ گیا۔ ریلوے پولیس کو واقع کی اطلاع ملنے پر چیف کنسٹیبل موقع پر پہنچگیا جس نے علاقہ پرتگال کی پولیس کو مفرور کی گرفتاری کے لئے تار دی۔ اور معلوم ہوا ہے کہ وہ وہاں گرفتار ہو کر پولیس کی زیر حراست ہے۔" یہہ نتیجہ ہے ایسے بدمعاش گوروں کو اپنے گھروں میں زیادہ ربط ضبط دیدینے کا۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ باوجود ہزار کوششوں کے

گذشتہ سال کی طرح کپاس کی پیداوار امسال بھی برباد ہو رہی ہے کیونکہ کپاس کے پھول ہی کیڑے کھا گئے ہیں اور باوجود موسم گذر جانے کے بھی جسمیں کپاس کا پھول بن جایا کرتا ہے ابتک کپاس میں پھل نہیں آیا۔ کپاس پنجاب کی بڑی بھاری پیداوار ہے اُس کی تباہی گویا زمینداروں کی تباہی ہے۔

مندرجہ ذیل واقعہ پڑھکر بلا اختیار ہنسی آتی ہے کہ ہمارے صوبہ کی عدالت میں ایک پٹھان بطور گواہ پیش ہوا۔ چونکہ اس کی زبان میں لکنت تھی وہ رک رک کر بات کرتا تھا۔ انگریزی مجسٹریٹ نے یہہ سمجھ کر یہہ خوانخواہ عدالت کی کارروائی میں ہارج ہوتا ہے۔ اس کو زور سے کہا تم بڑا بدمعاش ہے۔ پٹھان نے جواب میں کہا نہیں حضور م- م میں- ا- ا آنا ب ب بدمعاش نہیں جتنا کہ آپ" اس لفظ پر اس کے ہونٹ مل گئے مجسٹریٹ کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہوگیا۔ لیکن جب ہونٹ کھلے اور "سوچتے ہیں" کا لفظ نکلا۔ تو حاضرین زور کا قہقہہ لگانے سے نہ رہ سکے۔ جس میں مجسٹریٹ بھی خوشی سے شامل ہوا۔ (پرکاش)

ملکہ انگلستان نے ایک سو پونڈ اور پرنس آف ویلز ۲۵ پونڈ لیڈی منٹو کے شمالی ہند کی دائیوں کے فنڈ میں دیئے ہیں۔

طوفان زدہ اہل بہار کی امداد کے لئے گورنمنٹ نے ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ منظور کیا ہے۔ غلہ اور نقدی کی مدد اُن پردہ نشین مستورات کو دیجائیگی جو سخت مصیبت میں ہیں۔ اور روپیہ بطور تقاوی تمام مصیبت زدگان میں منقسم ہوگا۔

کلکتہ میں سوامی ابھیدانند نے ٹون ہال میں لکچر دیا کہا کہ ہندوستان کو ویدانت ہی متحد بنا سکتا ہے۔ نہ کہ پولیٹیکس (فکر ہر کس بقدر ہمت اوست) اس پر مترجم لکھتا ہے کہ یہہ کام شخصیت کرسکتی ہے۔ نہ کہ فلاسفی مسیح۔ بدھ۔ کرشن۔ اور محمد کی شخصیت نے لوگوں کو کھینچا ہے۔ نہ کہ انکی فلاسفی نے ویدانت کی پشت پر کوئی شخصیت نہیں ہے جبکہ دھرم مت کی پشت پر شخصیت ہے۔ (پرکاش)

مراسلات

سیالکوٹ کنونشن

نمبر ۸ - ۱۸ اگست سنہ ۱۹۰۶ء

جیسا میں نے پہلے عرض کی ہے دوپہر کے ساڑھے تین بجے غیر قوموں کو منادی ہوا کرتی ہے چنانچہ آج کی منادی میں پادری جیونمل صاحب ساکن گوجرانوالہ منادی کر رہے تھے۔ اُن کی منادی کے ختم ہونے کے بعد ایک صاحب سفید ریش آ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ انکا نام صالح محمد ہے۔ اور وہ اکال گڈھ ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے ہیں۔ پلٹن میں صوبہ دار تھے۔ اب پنشن خوار ہیں۔ کہا کہ مجھے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ دو۔ انہوں نے بیان کیا کہ۔ وہ اپنی بیوی بچوں سمیت سب کے سب بپتسمہ پانے کے لئے تیار ہیں۔ اور کہا کہ میں یہاں بپتسمہ پانے کے لئے نہیں آیا تھا۔ لیکن کنونشن کو دیکھنے کی خاطر۔ اب جو کچھ میں نے دیکھا اور سنا ہے میں نے اپنے لئے فیصلہ کیا ہے۔ کہ فوراً بپتسمہ لوں۔ کیونکہ میں نہیں جانتا۔ کہ موت کس وقت مجھ پر آجائیگی۔ پھر پادری صاحب نے پوچھا کہ کیا آپکا یسوع مسیح پر ایمان ہے

صوبہ دار صاحب نے جواب دیا کہ ہاں۔ میں نے اچھی طرح مقابلہ کر لیا ہے۔ کہ یسوع مسیح کے سوا کوئی نجات دہندہ نہیں ہے پھر پادری صاحب نے پوچھا کہ کیا آپ یسوع مسیح کے سوا کسی اور پیغمبر یا محمد صاحب کو نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔ صوبہ دار نے جواب دیا کہ میں کچھ بچہ نہیں ہوں میری تریسٹھ سال کی عمر ہے۔ چالیس سال ہوئے کہ میں نے دینی باتوں میں دل دیا ہوا ہے۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ یسوع مسیح کے سوا کوئی نجات دہندہ نہیں ہے۔ چنانچہ صوبہ دار صاحب کی درخواست پر لوگوں کے سامنے پادری صاحب نے بپتسمہ دیا۔

رات کو پادری جونس صاحب نے بیان کیا۔ کہ میرے پاس مدراس سے ایک چٹھی آئی ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ پیشتر اس کے کہ میں اپنا مضمون شروع کروں وہ چٹھی جماعت کو سنائی جاوے۔ چنانچہ جماعت کو چٹھی سنائی گئی۔ ترجمہ چٹھی حسب ذیل ہے۔

بمبئی

لڑکی سیرہ کو زبانیں بولنے اور نبوت کرنے کی طاقت بخشی گئی ہے جب وہ دعا مانگتی ہے تو ایک ایسی زبان میں دعا مانگتی ہے۔ جو ہم سمجھ نہیں سکتے۔ لیکن وہ اُس زبان کا ہر ایک لفظ سمجھتی ہے۔ وہ کھڑی ہو کر نہایت ہی عجیب طور سے وعظ کرتی ہے تعجب کی بات یہہ ہے کہ وہ ایک بیوقوف لڑکی ہے۔ . . . . کہ اُس نے مس ریل کو خود کہا۔ کہ خداوند مسیح جسم میں آیا اور مجھے خود کہا ہے۔ اور پھر اُن سے رو رو کے بڑے زور شور سے ہندوستان کے لئے دعا کی۔ یہہ ایک عجیب بات ہے کہ ملک لبیہ کا بوجھ اُس کے دل پر ہے۔ وہ ملک لبیہ کیواسطے ایک ایسی زبان میں دعا مانگتی ہے جو ہم نہیں جانتے۔ یقیناً معلوم ہوتا ہے۔ کہ ترقیوں کے صحیفے کے ۲ باب کی اٹھائیسویں آیت پوری ہو رہی ہے۔ مس ریل کہتی ہیں کہ اس بات سے سب لڑکیاں بڑی حیران ہیں۔ اور اپنی سخت دلی پر افسوس کرتی ہیں۔ سیرہ بیان کرتی ہے۔ کہ وہ ساری رات خدا سے دعا مانگتی رہی اور تب اُسے یہہ برکت نصیب ہوئی ہے۔

بعد ازاں کی خبر ہے کہ گذشتہ رات ایک اور لڑکی کو غیر زبانیں بولنے کی طاقت بخشی گئی ہے۔ وہ دکھنی ہندوستان کی پانچ زبانوں میں دعا کرتی ہے۔ اور سیرہ اُس کا ترجمہ کرتی ہے۔ لیکن آج صبح سیرہ بالکل گونگی ہو گئی ہے اور وہ مرہٹی زبان کا ایک لفظ بھی نہیں بول سکتی صرف نئی زبان بول سکتی ہے جس کی بابت کہا جاتا ہے کہ عربی کے مشابہ ہے وہ مرہٹی کو پڑھ سکتی ہے۔ لیکن بول نہیں سکتی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حزقیل نبی کی نبوت پھر پوری ہوتی ہے۔ اور وہ اس کی بابت بہت خوش ہیں کیمبل صاحب تار دیتے ہیں۔ کہ خدا نے لنڈن مشن بہرام پور اور مرشد آباد میں جلالی بیداری بھیج دی ہے مس کولی صاحبہ ہوڑہ سے اطلاع دیتی ہیں کہ طالبعلموں کے درمیان بڑی فتح ہے کرک۔و

ہندوستان کے واسطے دعائیں کی گئیں ہیں مشن کی حالت پلٹ جاوے گی ہزاروں آدمی اپنے آپکو مشن کے کام کیواسطے پیش کر رہے ہیں۔ تعریف و جلال اُسی کا ہووے۔ جو کلوری کا فاتح ہے۔

چونکہ جونس صاحب کا مضمون لمبا ہے اس واسطے وہ علیحدہ بھیجا جاویگا۔

الراقم وارث الدین

آرین عقاید کی تردید خود دیانندی قلم سے

اس میں کچھ شک نہیں کہ مغرب کی تیز آندھیوں نے ہندوستان کی تمام اقوام کو خواب غفلت سے جگا کر اُن میں ایک تحقیق کا مادہ پیدا کر دیا ہے جس سے ہر ایک مذہب والا پیشتر اس کے کہ دوسرے مذاہب پر غور کرے خود اسکو اپنے عقاید کی ترمیم کی ضرورت پڑی اور کچھ نہ کچھ جیسا زمانہ کا رنگ دیکھا مذہبی کانٹ چھانٹ کی انہیں میں سے سناتن دھرم مذہب ہے جو کہ سینکڑوں برس سے کچھ ایسی غفلت کی نیند سویا تھا کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا ان دنوں جبکہ ہر ایک اپنے اپنے مذہب کی تائید میں سرگرم ہو رہا تھا یہہ برسوں کا خفتہ مذہب بھی بیدار ہوا انہیں سے ایک شخص سوامی دیانند سرستی نے جب ویدوں کے متعلق یورپین خیالات سنے تو انکو ایک نہایت پریشان کن خیال دامنگیر ہوا کیونکہ تعلیم یافتہ ہندو تو فلسفہ کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر چکے تھے اسی باعث سے وہ لوگ ویدوں سے بہت کچھ متنفر ہو گئے سوامی جی چونکہ سوائے سنسکرت کے اور کچھ جانتے ہی نہ تھے اس لئے وہ آبائی تقلید سے اپنے آپکو رہا نہ کرا سکے بلکہ عام ہندوؤں کے خیالات کو بھی دوبارہ واپس لانے کی کوشش کرتے رہے اس سے یہہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہئے کہ سوامی دیانند نے جو کچھ کیا نیک نیتی سے کیا بلکہ انہوں نے جس خیال سے کیا اُسکو ظاہر بھی کر دیا ہوا ہے چنانچہ کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۷ میں آنجناب تحریر کرتے ہیں۔ بھلا جب آریہ ورت میں پیدا ہوئے اور اسی ملک کا آب و دانہ کھایا پیا اور اب بھی کھاتے پیتے ہیں تو اپنے ماں باپ کے راستہ کو چھوڑ کر دیگر غیر ممالک کے مذاہب کی طرف مائل نہ ہونا چاہئے پھر لکھتے ہیں کہ برہما وغیرہ مہارشیوں کا نام بھی نہیں لیتے اور انگریزوں کی تعریف کرتے ہیں یہہ تھی سوامی جی کی اصلی مذہب کی بنیاد یا آریہ سماج قایم کرنے کی غرض سوامی جی نے صاف لفظوں میں ظاہر کر دیا کہ چونکہ ہم اس ملک میں پیدا ہوئے یہاں ہی کا آب و دانہ کھایا اس لئے یہاں کے ہی مذہب کی پیروی کرنی چاہئے نہ غیر ممالک

کے مذاہب کی غرض کہ سوامی کو اس ابائی تقلید نے مجبور کر اس بات پر امادہ کیا کہ آریہ سماج قایم کریں اس میں کیا شک ہو کہ اسی قسم کی آبائی رسوم کو ایسی روشنی کے زمانے میں بحال رکھنے کے لئے بڑے زبردست ہتیار کی ضرورت ہے مگر سوامی جی کو سب ہتیاروں سے ایک ہی ہتھیار کام کا معلوم ہوا جسکو انہوں نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۰۵ میں نقل بھی کر دیا ہوا ہے چنانچہ آپ تحریر کرتے ہیں۔ اب غور کرنا چاہئے کہ اگر جیو برہم کی یکتائی اور دنیا کا جھوٹا ہونا شنکر آچاریہ کا ذاتی اعتقاد تھا تو وہ عمدہ اعتقاد نہیں اور اگر جینیوں کی تردید کے لئے اس اعتقاد کو اختیار کیا ہو تو اچھا ہو اس میں سوامی جی کا یہہ مطلب ہو کہ اعتقاد دو قسم کے رکھنے چاہئے ایک ذاتی دوسرا عارضی تاکہ دشمن کی زد سے بچ جائیں یعنی ایک اصلی اعتقاد اور دوسرا وہ جو دشمن کے حربہ سے بچنے کے لئے ظاہر کرنا چاہئے یہہ ہتھیار سوامی جی لیکر غیر مذاہب کے مقابلہ کو نکلے۔ آجکل آریہ سماج دیانندی تعلیم کی پیروی سے ہر ایک مذہب کو اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا ہی مذہب حق پر ہے حالانکہ ہم نے اوپر خود سوامی جی کے قول سے ثابت کر دیا ہے کہ انکی غرض صرف خود حفاظتی تھی مگر تو بھی آریہ لوگ اس امر کے دعویدار ہیں اس لئے مناسب ہو کہ ہم اُن کے اعتقادات کو خود انہیں کی تصانیف سے جانچیں تاکہ حقیقت ظاہر ہو اب ہم ترتیبوار ان کے ہر ایک عقیدہ کی پڑتال کرینگے پہلے پرمیشور کے متعلق کرتے ہیں۔

پرمیشور سوامی دیانند ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۸ میں جیو کی محدود طاقتوں کے دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جیو لا محدود علم والا لا محدود قدرت والا کبھی نہیں ہو سکتا دیکھو کوئی بھی آجتک پرمیشور کے بنائے ہوئے قانون کو بدلنے والا نہیں ہوا اور نہ ہو گا یہاں سوامی جی لامحدود طاقت کے لئے قدرت کے قوانین پر قادر ہونا ضروری سمجھتے ہیں لیکن آگے چلکر خود ہی خدا کو محدود طاقتوں والا ثابت کر دیتے ہیں چنانچہ ستیارتھ صفحہ ۲۸۲ میں صاف خدا کے قادر مطلق نہ ہونیکا اقرار کرتے ہیں اور تحریر فرماتے ہیں کہ ایشور ان قوانین کے برخلاف کچھ نہیں کر سکتا اور اُسی صفحہ پر یہہ بھی لکھتے ہیں کہ خدا نے روحوں کو پیدا ہی نہیں کیا بھلا جب روحون کو پیدا ہی نہیں کیا تو اسکو علم کامل روحوں کے متعلق کس طرح ہو سکتا کیونکہ فلسفہ کا علت معلول کے مسئلہ کی طرح یہ بھی مسئلہ کہ جب تک کوئی کسیکو پیدا نہیں کر سکتا اس کا علم تام بھی نہیں رکھہ سکتا اور جسکو علم کامل ہو وہ بنانے پر بھی قادر ہے اس لئے جب خدا بنانے پر قادر ہی نہیں تو علیم کل کہاں رہا پر انکا لایق شاگرد پنڈت لیکھرام کلیات آریہ مسافر صفحہ ۳۲۳ میں تحریر کرتا ہے کہ خدا بھی علوم متعارفہ کے ماتحت ہے اور علوم متعارفہ کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا گویا جسطرح انسان علوم متعارفہ کا پابند ہے خدا بھی ان قوانین میں محدود ہے اب بتاویں وہ خدا کی لامحدود طاقتیں کہاں گئیں۔

دوسرا دعویٰ مذکورہ میں سوامی جی کا یہہ قول تھا کہ جیو میں پرمیشور سے کم طاقتیں ہیں یعنی پرمیشور لامحدود طاقتیں رکھتا ہے اور جیو محدود لیکن خود ہی اس دوسرے قول کی تکذیب میں ستیارتھ صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں جیسے علت میں اوصاف ہوں ویسے ہی معلول میں ہوتے ہیں اور بموجب صفحہ ۲۴۷ کتاب ستیارتھ خدا کو اس جہان کی علت مانا ہے اب ان دونوں جگہ کو ملاؤ تو صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ جیسی صفتیں خدا میں ہیں ویسی روح اور مادہ اور اُن کے مرکبات میں بھی ہیں اور پھر کتاب ستیارتھ صفحہ ۲۵۱ میں تحریر کرتے ہیں کہ جیو اور ایشور بالذات چیتن طبیعت دونوں کی پاک غیر فانی دہارمک وغیرہ ہے اور پھر ستیارتھ صفحہ ۲۷۵ پرمیشور اور جیو دونوں ذی شعور اور جن میں پرورش کرنا وغیرہ صفات یکساں ہیں اور صفحہ ۲۷۴ ستیارتھ جیو اور ایشور وغیرہ ازلی ہیں اب ان الفاظ پر غور کرو چیتن پاک - غیر فانی - دہارمک پرورش وغیرہ صفات میں یکساں زاور وغیرہ سے باقی صفات وغیرہ مراد ہیں) ناظرین کیا اب بھی کوئی جیو اور ایشور کی یکتائی (یعنے دونوں کا ایک جیسے ہونا) پر شبہ ہے پیچھے میں ایک اور فیصلہ کن حوالہ دیتا ہوں سوامی جی صفحہ ۲۴۷ ستیارتھ میں لفظ سانج پر لکھتے ہیں کہ پورانک لوگ سانج یعنے ایشور کے ساتھ جیو کے بھائی کیطرح رہنے کو مانتے ہیں وغیرہ اور صفحہ ۳۴۸ پر خود بھی یہی مانتے ہیں کہ جیو ایشور کا ہم رشتہ ہے اور سانج یعنی چھوٹے بھائی کیطرح رہنا ٹھیک ہو کیا اب جیو اور پرمیشور کی یکتائی پر شک ہو سکتا ہے کیا صاف سوامی جی نے نہیں لکھدیا کہ ایشور اور جیو دونوں بھائی ہیں اب ایک اور مقام نقل کرتا ہوں سوامی جی کتاب ستیارتھ ۲۵۳ پر لکھتے ہیں کہ پرمیشور کو تین زمانوں کے جاننے والا کہنا جہالت کا کام ہے اور جیو کو بھی ۳۲۹ میں تین زمانوں کے نہ جاننے والا تحریر کرتے ہیں یہاں سے بھی اسکی یکتائی ثابت ہوتی ہے دوئیم یہاں سوامی جی پرمیشور کو تین زمانوں کے نہ جاننے والا بیان کرتے ہیں اور اس پر اگر کوئی اعتراض کرے تو کیا مجال کہ گرد چلیہ ہارجادیں جھٹ کتاب رگوید آدی بھاشیہ بھومکا طبع اول صفحہ ۱۰ نکال کر دکھلا دیں گے کیونکہ وہاں سوامی جی نے محض اس دفع الوقتی کے لئے یہہ لکھہ رکھا ہے کہ پرمیشور تری کال درشی ہے یعنی تینوں زمانوں کا حال جاننے والا۔ باقی آیندہ

آریوں کا خیرخواہ رحمت مسیح از شاہکوٹ ضلع گوجرانوالہ

خبط قادیانی

خاتمہ

حضرات ناظرین - جناب مرزا صاحب مہدی موعود



نے اپنے بے نظیر کمال نفس و عدیم المثال اخلاق حسنہ سے اپنے اس رسالہ "چشمۂ مسیحی" کو ایسی تاریک جہالت سے اور یہاں تک خداوند مسیح اور مسیحی بزرگوں کی شان میں ہرزہ سرائی اور یاوہ گوئی کو روا رکھا ہے۔ کہ جس سے زیادہ فحش زبانی کی مثال بسوائے جناب ممدوح کی مقدس تحریرات کے ملنی ممکن نہیں ہے۔ اور ہر کسی صحیح المذاق اور سنجیدہ خیال انسان کا دل چاہتا ہے کہ ایسی گندہ تحریروں کا جواب دیکر اپنے دماغ اور روح متعفن کرے۔ لیکن صرف اس وجہ سے کہ ایک تو بقول مسٹر اکبر مسیح۔ شاید مرزا جی کو ایسی حالتیں جبکہ وہ "الوصیت" بھی شایع فرما چکے ہیں۔ اور بوریا بسترہ باندھے اس دار ناپائیدار سے سفر کرنیکی طیاری میں ہیں۔ یہہ اعتراض نہ ہوکہ انکی اس آخری "گل ریزی" کو واقعی مجذوب کی بڑ سمجھکر لاجواب خیال کر لیا گیا ہے۔ اور دوسرے اُن کے بے غلط اور بے وجود دعووں اور خوفناک پیشگوئیوں سے اگر کسی قدر غلط فہمی اور گھبراہٹ پھیلنے کا اندیشہ ہو تو اسکو رفع کرنا برائے احقاق حق ضروریات سے ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے میں نے بہت تھوڑے سی عبارت کا خاکہ کھینچکر پیش کیا ہے۔ اگرچہ ارادہ تو یہہ تھا کہ اُن کے اس پورے رسالہ کا جواب ایک مکمل پمفلٹ کے ذریعہ شایع کیا جاتا۔ لیکن ایک تو عدیم الفرصتی اور غیر معمولی افکار دنیوی مانع طوالت تحریر رہی۔ دوسرے یہہ بھی خیال ہے کہ غالباً مرزا جی کے اس رسالے کا جواب مجھسے بہتر ہاتھوں سے دیا جاچکا ہو۔ یا دیا جانیوالا ہو۔ جنکی نسبت ضرور ہے کہ مرزا جی کے اصل مخاطب معروف ہوں گے۔ میں نے اسی پر اکتفا کے مناسب خیال کیا۔ تیسرے سب سے زیادہ ضروری وجہ یہہ ہے کہ ایسی گندہ تحریروں کا ترکی بہ ترکی جواب تہذیب کا دائرہ وسیع نہیں رہنے دیتا۔ اور اس قسم کے جواب و سوال سنجیدہ مذاق حضرات کی طبائع گرامی پر ایک قسم کا بار بلکہ بمنزلہ گناہ متصور ہوتے ہیں۔ اس لئے ایسے بزرگوں کے سلیم رجحان مزاج کا پاس بھی مزید تشریح و تردید کا مانع ہے۔ مبادا ایسے پاکیزہ خیال حضرات موجودہ گذارش بھی داخل گستاخی تصور فرماکر منغض خاطر نہ ہوں۔ مرزا جی کے باقی سوالات کو اُن کی شستہ بیانی اور سائستہ کلامی کے حوالہ کرکے خواستگار معافی ہوں۔

ہاں اگر کسی بزرگ کو مندرجہ صدر مضمون کے طرز تکلم پر اعتراض ہو۔ تو اُن کی خدمت گرامی میں اس قدر جتلا دینا لازمی بلکہ ضروری ہے کہ ہمیشہ اینٹ کا جواب اینٹ اور پتھر کا پتھر سے ہی دیا جا سکتا ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ اگر زمانے نے فرصت بخشی اور موقع مل سکا تو جناب مرزا صاحب کے باقی جہالت خیالات اور الہامات کی نسبت پھر کسی وقت کچھ عرض کیا جائیگا۔ خصوصاً اُن کے آئینہ نجات کا مفصل و مدلل جواب چند روز تک ایک علیحدہ پمفلٹ میں شایع کیا جائیگا جس میں ضمناً اُن کے معتقدات و تعلیمات کا خاکہ بھی پیش نظر ناظرین ہو سکیگا۔ والسلام علےٰ من اتبع الہدےٰ۔

راقم

ایک طالب حق۔ متلاشی دین از لاہور

ناگپور کے ایک دیسی کارخانے نے کیلے کے ریشوں سے کپڑا بننا شروع کر دیا۔

تہذیب النسوان

ملک کے تمام روشن خیال اہل الرائے اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں کہ عورتوں کو تعلیم دینا ضروری ہے۔ بشرطیکہ طرز تعلیم حتی الوسع شریفانہ اصول پر ہو۔ چنانچہ اسی خیال کو مدنظر رکھکر ۱۸۹۸ء سے اخبار تہذیب النسوان اہلیہ مولوی سید ممتاز علی صاحب مالک مطبع رفاہ عام کی اڈیٹری میں لاہور سے جاری کیا گیا۔ جو بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ یہہ اخبار کیسا ہے اور اس کے مطالعہ سے شریف مستورات پر کیا اثر پڑتا ہے؟ اس کا اندازہ پرچہ دیکھنے سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ عام رائے اس اخبار کی نسبت یہہ ہے کہ مرد اس کو بلا تامل اپنے زنان خانے میں بھیج سکتے ہیں۔ اور ہندوستان میں شریف مستورات کے لئے اس سے بہتر کوئی پرچہ نہیں۔ ہر مضمون نہایت احتیاط اور غور و تامل کے بعد درج کیا جاتا ہے۔ اس کی نامہ نگار عموماً معزز گھروں کی تعلیم یافتہ بہو بیٹیاں ہیں جو لوگ تعلیم نسوان کے حامی ہیں انہیں اس پرچے سے ضرور کام لینا چاہئے۔ زبان نہایت سلیس۔ لکھائی چھپائی نہایت نفیس تقطیع ۲۲×۲۶ حجم ۱۶ صفحے ہفتہ وار قیمت (سالانہ ۳ روپے) نمونہ کا پرچہ مفت مل سکتا ہے۔

المشتہر

منیجر رفاہ عام سٹیم پریس لاہور

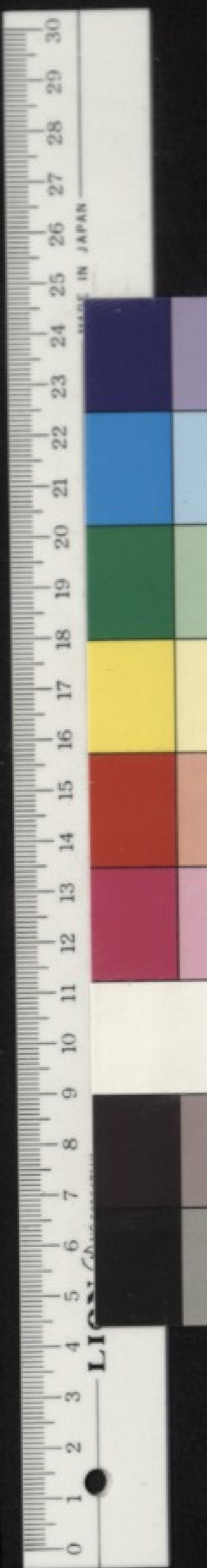
نوٹس

مسیحی مشنری صاحبان اور منتظمان مسیحی بورڈنگ مدرسہ جات کو بذریعہ نوٹس ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ اس دوکان میں انکے ساتھ خاص رعایت کی جاتی ہے۔ بیرونجات کے آرڈر خاص نگرانی مالک دوکان میں تعمیل کئے جاتے ہیں۔ مسیحی نوجوانوں کو جوتی بنانے اور ہر طرح کی مشین کی مرمت کا کام نہایت مناسب نرخ پر سکھایا جاتا ہے۔ آرڈر بھیجئے اور عمدگی قیمت دیکھ لیجئے۔

جمیس ہرلی پروپرائٹر دوکان جمیس ہسلی اینڈ برادرس بوٹس اینڈ شوز میکری امرتسر۔

ضرورت

کانپور کے اپیفنی آرفنج سکول کے لئے ایک تجربہ کار استاد کی ضرورت ہے جو چھٹی جماعت کو پڑھا سکے۔ درخواست کنندہ اپنی لیاقت



دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ۱؎ معہ ضمیمہ ۲؎
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک ” ۲؎ ” ۸؎
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۱؎	۸؎	۲؎
چوتھائی کالم	۸؎	۲؎	۴؎
نصف کالم	۲؎	۴؎	۶؎
پورا کالم	۴؎	۶؎	۱۰؎
پورا صفحہ	۱۰؎	۱۵؎	۲۵؎

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲؎ مابعد کے لئے ۱؎ فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں

ممیرے کا سرمہ

پانچ ہزار روپیہ انعام — پانچ ہزار روپیہ انعام

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

پانچ ہزار روپیہ انعام — پانچ ہزار روپیہ انعام

سرز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیاں ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی خارش وغیرہ مسز ڈاکٹر اور حکیم بجائے دیگر ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ خاص و عام اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ عہ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ہر خرچ ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ **المشتھر** پروفیسر میا سنگھ آہلوالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے ؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ آہلوالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی کا بہت جانا۔ دھند۔ سوزش۔ ہر قسم جسکو آنکھ آنا کہتے ہیں جلن اور کمزوری نظر ناخنہ۔ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے۔ وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے۔ اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ایم بی سا سنگھی صاحب۔ بہادر ایم۔ ڈی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرت سر

(۲) میں نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ آہلوالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھوں کی بیماریوں کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ آنکھوں کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کیواسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے آجتک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھی۔ راقم نواب محمد حیات خان خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ ایس۔ سابق ڈویژنل و سشن جج قسمت جالندھر ممبر کونسل گورنر جنرل ہند۔

(۳) جناب سردار صاحب تسلیم میں نے آپکا ممیرے کا سرمہ استعمال کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ بیشک یہہ سرمہ کمزوری چشم کے لئے بہت مفید ہے میری آنکھیں بالکل کمزور تھیں لگاتار ایک پہر کام کرنے سے معذور ہو جاتا تھا اب میری یہہ کیفیت ہے کہ صرف ۲۰ روز کے استعمال سے تین تین پہر بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کر سکتا ہوں۔ راقم۔ میاں خورشید محمد خان خلف نواب یسین محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم ریاست بھوپال۔

(۴) میں نے ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کیواسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار کمزوری نظر ہو۔ یہہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر رج لعل گوش رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۵) میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ آہلوالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کیلئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میری سندات میں سے جو قریب پچیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بینک میں اسی غرض کیلئے ماہ اپریل ۱۹۱۳ء میں جمع کیا گیا

پادری آر ڈی ٹربیی صاحب اڈیٹر و مینجر نور افشاں کیواسطے مشن ہیٹیم پریس لودیانہ میں دائل برادرس کے اہتمام سے چھپا

